حکمت نبویؐ

حیاتِ مستعار کی قدر و قیمت

مدرس : پروفیسر محمد یونس جنجوعہ

عَنْ عُبَيْدِ بْنِ خَالِدٍ ؓ اَنَّ النَّبِيَّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ آخٰى بَيْنَ رَجُلَيْنِ فَقُتِلَ اَحَدُهُمَا فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ ثُمَّ مَاتَ الْآخَرُ بَعْدَهٗ بِجُمُعَةٍ اَوْ نَحْوِهَا فَصَلَّوْا عَلَيْهِ فَقَالَ النَّبِيُّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ: ((مَا قُلْتُمْ؟)) قَالُوْا دَعَوْنَا اللّٰهَ اَنْ يَّغْفِرَ لَهٗ وَيَرْحَمَهٗ وَيُلْحِقَهٗ بِصَاحِبِهٖ فَقَالَ النَّبِيُّ ﷺ: ((فَاَيْنَ صَلٰوتُهٗ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ وَعَمَلُهٗ بَعْدَ عَمَلِهٖ [اَوْ قَالَ: صِيَامُهٗ بَعْدَ صِيَامِهٖ] لَمَا بَيْنَهُمَا اَبْعَدُ مِمَّا بَيْنَ السَّمَآءِ وَالْاَرْضِ)) [رواہ ابو داؤد و النسائی]

حضرت عبید بن خالد ؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے دو شخصوں کے درمیان مواخات قائم فرمائی۔ پھر یہ ہوا کہ ان میں سے ایک صاحب جہاد میں شہید ہو گئے' پھر ایک ہی ہفتہ بعد یا اس کے قریب دوسرے صاحب کا بھی انتقال ہو گیا تو صحابہؓ نے ان کی نمازِ جنازہ پڑھی۔ رسول اللہ ﷺ نے نماز جنازہ پڑھنے والے ان اصحاب سے دریافت کیا: ''آپ لوگوں نے (نماز جنازہ میں) کیا کہا؟'' انہوں نے عرض کیا: ہم نے اس کے لئے یہ دعا کی کہ اللہ اس کی مغفرت فرمائے' اس پر رحمت فرمائے' اور اپنے اس بھائی اور ساتھی کے ساتھ کر دے (تاکہ جنت میں اسی طرح ساتھ رہیں جس طرح کہ یہاں رہتے تھے) — یہ جواب سن کر رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''پھر اس کی وہ نمازیں کہاں گئیں جو اس شہید ہونے والے بھائی کی نمازوں کے بعد اس نے پڑھیں' اور دوسرے وہ اعمال خیر کہاں گئے جو اس شہید کے اعمال کے بعد اس نے کئے؟'' یا آپ نے یوں فرمایا: ''اس کے وہ روزے کہاں گئے جو اس بھائی کے روزوں کے بعد اس نے رکھے؟'' اس کے بعد رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: ''ان دونوں کے مقامات میں تو اس سے بھی زیادہ فاصلہ ہے جتنا کہ زمین و آسمان کے درمیان فاصلہ ہے''۔

© rasailojaraid.com

اس حدیث میں بیان کیا گیا ہے کہ دو افراد میں رسول اللہ ﷺ نے اخوت قائم کی۔ اُن میں سے ایک شہید ہو گیا۔ اُس کے ہفتہ عشرہ بعد دوسرا بھی فوت ہو گیا۔ جب اس دوسرے بھائی کا جنازہ پڑھا گیا تو حضور ﷺ کے استفسار پر جنازہ پڑھنے والوں نے بتایا کہ ہم نے اس کی مغفرت کے لئے دعا کی ہے۔ نیز یہ بھی کہ اس کو شہید ہونے والے بھائی کے برابر درجہ مل جائے۔ یہ سن کر رسول اللہ ﷺ نے وضاحت فرمائی کہ اس بعد میں مرنے والے کا درجہ تو آخرت میں شہید کے درجہ سے بہت بلند ہے۔ صحابہؓ کے لئے یہ بات حیرت کا باعث ہوئی' کیونکہ شہید کا مقام تو بہت بلند ہوتا ہے' کسی غیر شہید کا درجہ اس کے برابر نہیں ہو سکتا۔ اس تشویش کو آپ ﷺ نے یہ کہہ کر دور کر دیا کہ اس بعد میں مرنے والے نے اپنے بھائی کی شہادت کے بعد نمازیں پڑھیں' روزے رکھے اور دوسرے نیک کام کئے' جن کا اس کو اجر ملا۔ یہ اجر شہید ہونے والے کو نہیں ملا' کیونکہ وہ فوت ہو چکا تھا اور ان دنوں کی نیکیاں اس کے نامہ اعمال میں شامل نہ تھیں۔ جہاں تک شہادت کی فضیلت کا تعلق ہے وہ تو اس بعد میں فوت ہونے والے کو بھی حاصل تھی کیونکہ وہ شہادت کی تمنا لئے ہوئے تھا مگر اس کو قتال کا موقع نہ ملا۔ اور رسول اللہ ﷺ کا فرمان ہے کہ نیکی کے ارادہ پر نیکی کرنے کا ثواب مل جاتا ہے۔ چنانچہ یہ شخص بھی شہید شمار ہوا اور چند دنوں کی اضافی نیکیوں نے اس کا رتبہ پہلے شخص سے بلند کر دیا۔

اس سے معلوم ہوا کہ زندگی کے شب و روز کس قدر قیمتی ہیں۔ ان کا صحیح استعمال کر کے عاقبت سنواری جا سکتی ہے' جبکہ ان کو ضائع کر کے آخرت کی ابدی زندگی برباد کر کے عذاب کا نشانہ بنا جا سکتا ہے۔ عقل مند وہی شخص ہے جو یہ چند روزہ زندگی اللہ اور اس کے رسول ﷺ کے احکام کے مطابق گزارے اور نیکی کے کاموں کو اختیار کرے۔ اس کے برعکس وہ شخص انتہائی بدبخت ہے جو اس امتحان کے وقفے کو لہو و لعب اور معصیت کے کاموں میں برباد کر دے اور انجام کار اللہ تعالیٰ کے غضب کا شکار ٹھہرے۔ سورۃ المنافقون میں ہے کہ جب تم میں سے کسی کو موت آئے گی تو وہ کہے گا کہ ''اے میرے پروردگار! تو نے مجھے تھوڑی سی مہلتِ عمر اور کیوں نہ دی۔ پھر میں صدقہ خیرات کرتا اور نیکو کاروں میں ہو جاتا۔ مگر جب کسی شخص کی موت کا وقت آ جاتا ہے تو اس کو ہرگز مہلت نہیں دی جاتی''۔ پس اس زندگی کے اوقات کو غنیمت جاننا چاہئے اور اسے کسی صورت بھی فضولیات میں نہیں گنوانا چاہئے ورنہ حسرت کا سامنا کرنا پڑے گا' کیونکہ مزید مہلت کسی صورت نہ ملے گی۔

om

شیخ فریدالدین عطارؒ "منطق الطیر" میں لکھتے ہیں کہ ایک شخص نے ایک بزرگ کو خواب میں دیکھا اور سلام کیا مگر اس بزرگ نے جواب میں وعلیکم السلام نہ کہا۔ اس شخص نے پوچھا آپ نے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا حالانکہ سلام کا جواب دینا ضروری ہے۔ اس بزرگ نے کہا کہ میں جانتا ہوں' مگر ہم عالمِ برزخ میں ہیں اور یہاں ہم پر نیکیوں اور عبادات کا دروازہ مکمل طور پر بند ہے۔ جب ہم تمہاری طرح دنیا میں تھے تو خدا کی عبادت کرتے تھے مگر اپنی زندگی کی کماحقہ قدر و قیمت سے بے خبر تھے' اب یہاں آ کر معلوم ہوا ہے کہ زندگی بہت قیمتی شے ہے۔ ہمارا ہر سانس قابلِ قدر تھا مگر افسوس ہم نے اس کی قدر نہیں پہچانی۔ جو کام کرنے کے لائق تھے وہ نہ کر سکے' لیکن اب رونے دھونے کا کوئی فائدہ نہیں' جو ہونا تھا ہو گیا' اب تو قبر کے قید خانے میں بند ہیں۔ پرندے کو اپنے بال و پر کی قدر اس وقت معلوم ہوتی ہے جب اس کے بال و پر نوچ لئے جاتے ہیں۔ اے دیوانے! عمر کی قدر و قیمت پوچھنی ہے تو جا ان قبرستان والوں سے پوچھ' وہ تمہیں بتائیں گے کہ یہ مہلتِ عمر کتنی قیمتی چیز ہے!

رسول اللہ ﷺ نے حیاتِ دنیوی کے اوقات کی قدر و قیمت کا بارہا احساس دلایا۔ ایک دفعہ جب آپ ﷺ سے پوچھا گیا کہ آدمیوں میں سب سے بہتر کون ہے؟ تو آپؐ نے ارشاد فرمایا: "وہ شخص جس کی عمر لمبی ہوئی اور اس کے اعمال اچھے رہے"۔ پھر جب یہ پوچھا گیا کہ آدمیوں میں سب سے برا کون ہے؟ تو آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا: "جس کی عمر لمبی ہوئی اور اعمال برے ہوئے۔" (مسند احمد) یوں زندگی کے شب و روز اور ماہ و سال لہو و لعب' فضولیات' بے کار مشاغل اور گناہ کے کاموں میں گزارنا انتہائی بے وقوفی اور حماقت ہے۔ اس طرزِ عمل سے حسرت و یاس کے علاوہ کچھ ہاتھ نہ آئے گا۔

حضرت امام شافعیؒ کہتے ہیں کہ میں نے زندگی کی قدر و قیمت ایک برف فروش سے سیکھی جو یہ آواز لگا رہا تھا کہ دیکھو میرا راس المال ضائع ہو رہا ہے۔ یہی حال ہر زندہ انسان کا ہے کہ اس کی مہلتِ عمر بتدریج ختم ہو رہی ہے۔ بدقسمت ہیں وہ لوگ جو خوابِ غفلت میں غرق اپنے قیمتی اوقات ٹیلیویژن کے فضول اور فحش پروگرام' فلمیں اور کئی کئی دنوں تک چلنے والے میچ دیکھنے' ناول افسانے اور بیکار لٹریچر پڑھنے اور بے ہودہ محفلوں میں شریک ہو کر ضائع کر رہے ہیں اور زندگی کے ان ماہ و ایام کی بے قدری کر کے خسارے میں پڑے ہوئے ہیں۔

اور پر گزرا کہ موت کے وقت انسان کہے گا: "اللہ پاک تو مجھے تھوڑی اور مہلت دیتا تو میں نیک کام کر لیتا"۔ مذاق العارفین میں لکھا ہے کہ اے انسان! تو اُس وقت جو مہلت

© rasailojaraid.com

مانگے گا تو آج کے دن کو وہ مہلت کیوں نہیں سمجھتا کہ آج کے اس دن سے بھرپور فائدہ اٹھا کر نیکیوں اور عبادات میں مصروف رہے اور کل کی حسرت سے بچ سکے۔ خبردار! اس دن کو ضائع نہ کرنا کہ زندگی کا ہر لحہ انمول جوہر ہے۔

عبداللہ بن شداد روایت کرتے ہیں کہ قبیلہ بنی عذرہ میں سے تین آدمی رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام قبول کیا۔ آپؐ نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ کون میری طرف سے ان نومسلم مسافروں کی خبر گیری کرے گا۔ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے یہ ذمہ داری قبول کر لی اور تینوں حضرات ان کے پاس رہنے لگے۔ اسی اثناء میں رسول اللہ ﷺ نے ایک لشکر روانہ فرمایا۔ ان تین صاحبان میں سے ایک اس لشکر میں شامل ہو گیا اور شہید ہو گیا۔ پھر آپؐ نے ایک اور لشکر روانہ فرمایا تو ایک دوسرا ساتھی اس میں چلا گیا اور وہ بھی شہید ہو گیا۔ پھر ان تینوں میں سے جو باقی بچا تھا وہ بستر پر ہی فوت ہو گیا۔ ان کی وفات کے بعد حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ نے ان تینوں ساتھیوں (رضی اللہ عنہم) کو جنت میں دیکھا اور یہ دیکھا کہ جو صاحب سب سے آخر میں اپنے بستر پر طبعی موت مرے تھے وہ سب سے آگے ہیں اور ان کے قریب ان کا وہ ساتھی ہے جو دوسرے نمبر پر شہید ہوا تھا اور پھر ان کا وہ ساتھی تھا جو پہلے شہید ہوا تھا۔ اس خواب سے حضرت طلحہؓ کے دل میں تردد پیدا ہوا' کیونکہ وہ سمجھتے تھے کہ شہید ہونے والوں کا درجہ اس تیسرے سے بلند ہوگا جس کا انتقال بستر پر طبعی موت سے ہوا تھا۔ پس انہوں نے رسول اللہ ﷺ کے پاس اپنا خواب بیان کیا اور اپنا خلجان بھی بتایا۔ یہ سن کر آپؐ نے فرمایا کہ اس میں تمہیں کیا بات نامناسب معلوم ہوئی ہے؟ ان کے درجات کی جو ترتیب تم نے دیکھی ہے وہی ہونا چاہیے تھی' کیونکہ اللہ کے نزدیک اس مؤمن سے کوئی افضل نہیں جس کو ایمان اور اسلام کے ساتھ لمبی عمر ملے جس میں وہ اللہ کی تسبیح' تکبیر اور تہلیل کرے۔ اس حدیث سے بھی معلوم ہوا کہ جس شخص نے لمبی عمر پائی اور اس میں ذکر اذکار عبادات اور حسنات میں مشغول رہا اپنے سے کم عمروں کی نسبت اونچے درجے پر فائز ہوگا۔

مؤمن تو زندگی کے ہر لمحے کو ذکر اللہ کے ساتھ قیمتی بنا سکتا ہے۔ فارغ اوقات میں قرآن مجید کی تلاوت اور ذکر و اذکار میں مشغول رہ سکتا ہے۔ اگر کسی کو قرآن مجید کا زیادہ حصہ یاد نہ بھی ہو تو سبحان اللہ' الحمد للہ' اللہ اکبر' لا الہ الا اللہ اور سورۃ الاخلاص تو ہر مسلمان کو ازبر ہیں اور یہ ذکر کی آسان مگر بہت وزنی صورتیں ہیں۔ لیکن قرآن مجید کا سمجھ کر پڑھنا تو اتنا اونچا عمل ہے کہ اس کا اندازہ بھی نہیں کیا جا سکتا۔ سنن ابوداؤد میں ہے کہ ایک دفعہ رسول

اللہ ﷺ نے اپنے اصحابؓ سے فرمایا: ''تم میں سے کون کون یہ پسند کرتا ہے کہ وہ ہر روز صبح سویرے بطحان یا عقیق میں جایا کرے اور دو موٹی تازی فربہ کوہان کی اونٹنیاں مفت میں پکڑ لایا کرے، نہ اس پر کوئی گناہ آئے اور نہ ہی قطع رحم؟'' ۔ صحابہؓ نے عرض کیا: یہ تو ہم سب کو پسند ہے۔ اس پر آپ ﷺ نے فرمایا: ''تم میں سے کوئی شخص صبح مسجد میں کتاب اللہ کی دو آیتیں سیکھ کر آیا کرے وہ ایسی اونٹنیاں مفت پکڑ لانے سے کہیں افضل ہے اور اگر تین ہوں تو تین۔ جتنی آیتیں ہوں وہ اتنی ہی اونٹنیوں سے زیادہ نفع آور ہیں۔''

وقت گزارنے کے لئے مسلمان کے پاس بہت سی آسان مگر انتہائی مفید اور نتیجہ خیز مصروفیات اور مشاغل ہیں۔ ان کو چھوڑ کر زندگی کے انمول اوقات کو فضولیات میں گنوانا اسے ہرگز زیب نہیں دیتا۔ یہ بات سمجھنے کے لئے سہل ہو جاتی ہے اگر ہم فوت شدگان کی بے بسی اور حسرت کا احساس کر سکیں جو ہمیں قرآن و حدیث سے معلوم ہوتی ہے۔

بقیہ: سلسلۂ نباتات قرآن

انجیر کثیر الغذا ہے۔ لطافت بخشتا ہے، ۶۰ فیصد شکر کے علاوہ دوسرے کارآمد اجزاء بھی پائے جاتے ہیں، اس لئے بدن کو کافی غذائیت دیتا اور خون کو بڑھاتا ہے۔ اس کے مسلسل استعمال سے بدن موٹا ہوتا ہے اور رنگت نکھر آتی ہے۔ کھانا کھانے کے بعد چند دانے انجیر کھانے سے غذائیت حاصل ہونے کے علاوہ یہ فائدہ بھی پہنچتا ہے کہ قبض نہیں رہتا۔ کھانسی اور دمے میں بھی اس کے استعمال سے فائدہ ہوتا ہے اور بلغم خارج کرنے میں مدد دیتا ہے۔ تلی کے ورم کو گھلاتا ہے۔ اس غرض کے لئے انجیر کو سرکہ میں ڈال کر رکھ چھوڑتے ہیں اور ایک ہفتے کے بعد دو تین انجیر کھانا کھانے کے بعد کھاتے ہیں۔ چیچک اور موتی جھرہ میں انجیر، منقی اور خوب کلاں کا جوشاندہ پلانے سے دانے بہت جلد نکل آتے ہیں۔ انجیر بدن کے رنگ کو، جو امراض کے باعث خراب ہو گیا ہو، نکھارتا ہے، کیونکہ یہ لطیف خون پیدا کرتا ہے اور اس کو خارج کی طرف حرکت دیتا ہے۔ حرارت، رطوبت اور لطافت کی وجہ سے اس کا لیپ پھوڑوں کو پکاتا ہے۔ تازہ انجیر لطافت پیدا کرتا، ریاح کو تحلیل کرتا ہے، دست آور، جگر کو قوت دیتا، تلی کے ورم کو دور کرتا، سینے کے درد کو نافع، بدن کو فربہ کرتا، بلغمی کھانسی اور بخار کو دور کرتا، مرگی، فالج، خفقان، دمہ اور اکثر بلغمی امراض کو نفع پہنچاتا ہے۔ تازہ انجیر کے استعمال سے جتنا خون پیدا ہوتا ہے، اتنا کسی دوسرے پھل سے پیدا نہیں ہوتا۔ ○○

© rasailojaraid.